خاتم النبیینؐ کا پیغام
ہر زمین اور ہر زمان کے لئے ہے

نذیر الحق میرٹھی

مسائل حیات کا حل تنہا عقلِ انسانی نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے وحی و نبوّت کی روشنی اور ہدایت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر انسان کو نہ انسانیت میسر آسکتی ہے اور نہ دنیا میں امن و عدل قائم ہو سکتا ہے امن و عدل ہی سے انسان کی ذہنی صلاحیتیں اُجاگر ہوتی ہیں اور اس کی عملی توانائیاں اُبھرتی ہیں صحیح تہذیب و تمدّن پیدا ہوتا اور اصلاح و ارتقا کی راہیں کھلتی ہیں۔ اگر انسان کو وحی و نبوّت کی رہنمائی نہ ملتی تو نہ اُسے صحیح علم و عقل میسر آتی اور نہ آج یہ موجودہ سائنٹفک دور ہوتا۔ آج دنیا میں جہاں کہیں بھی خیر و صلاح اور نیکی پائی جاتی ہے وہ وحی و نبوّت ہی کا فیضان ہے۔ یہ وہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس پر آج عقلِ انسانی بھی مُہرِ تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے وحی و نبوّت کی حقیقتیں اور صداقتیں روشن ہوتی جاتی ہیں مطلب یہ کہ انسان نے آج تک جتنی بھی ذہنی و تمدّنی ترقی حاصل کی ہے اس کو فکری غذا تعلیماتِ نبوّت ہی سے ملی ہے۔ ہر مذہب، ہر نظام اور ہر فلسفے میں جتنی بھی حقیقت و صداقت ہے وہ حضرات انبیاء علیہم السّلام کے مقدس سلسلۂ فیض کا صدقہ ہے۔

وحی الٰہی کا سلسلہ قرآنِ حکیم پر ختم ہوگیا اور نبوّت کا سلسلہ ہمارے نبی محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم پر تمام ہوگیا اور نوعِ انسانی کے نام پروردگارِ عالم نے اعلان کر دیا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝

(سورۃ المائدہ - پارہ ۶)

(ترجمہ) آج مَیں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔

یعنی اے انسانو! جب تمہارے پاس قرآنِ حکیم "ذکریٰ للعالمین" بن کر اور حاملِ قرآن "رحمۃ للعالمین"

بن کر آگیا۔ تو اب تمہارے لئے تہذیب و ترقی اور امن و سلامتی کی راہ صرف اسلام ہے اسی کو اختیار کرو۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝

(سورۂ آلِ عمران۔ پارہ ۳)

(ترجمہ) اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مُسلم) ہیں اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

اس اعلان کے بعد بھی اگر انسان کوئی اور فلسفۂ حیات اور نظامِ زندگی اپنے دماغوں سے گھڑیں اور کوئی اور طریقۂ زندگی اختیار کریں تو وہ کان کھول کر سُن لیں:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج

(ترجمہ) اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے گا تو سن لو اس کا یہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔

قرآنِ پاک کا اعلان ہے ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے نبی و رسول آتے رہے۔ سب سے آخر میں ہمارے نبی رحمتِ عالمؐ اور محسنِ اعظمؐ بن کر آئے۔ حضورؐ سے پہلے حضرات انبیاء کرام الگ الگ قوموں کی طرف آتے رہے۔ آپؐ سے پہلے ابھی انسان کی نگاہ اتنی بلند اور اس کا ذہن اتنا وسیع نہیں ہوا تھا کہ وہ وحدتِ الٰہ کے ساتھ وحدتِ انسانی یعنی تمام بنی نوعِ انسان کی عالمگیر برادری کے تصوّر کو قبول کر سکتا۔ آپؐ کا ظہور تمام عالمِ انسانیت کے لئے تھا اور خدا کے آخری نبی کو ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا اس لئے قرآنِ پاک نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (۳۴/۲۸)

(ترجمہ) اور ہم نے تجھے تمام نوعِ انسانی کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اے نبیؐ! آپؐ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ انسانوں کو اس بات کی خوشخبری سُنا دیں کہ اے لوگو! اگر تم اپنے کفر و شرک سے توبہ کر کے اللہ کی بندگی اور میری پیروی اختیار کرو تو تم دُنیا میں امن و سکون سے رہو گے اور فلاح و ترقی حاصل کرو گے اور اگر توحید و رسالت کے اقرار و اعتراف اور خدا پرستی و نیک عملی سے انکار و اعراض کرو گے تو بالآخر تم اخلاق و انسانیت اور امن و سلامتی سے محروم ہو کر تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اگر تمہیں اس بات کا یقین نہیں تو دنیا کی قوموں کا انجام و مآل

قرآنِ مبین سے معلوم کرلو اور عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ اس کی تشریح دوسری جگہ ان الفاظ سے کردی:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (۹ / ۱۵)

(ترجمہ) (اے نبیؐ!) دنیا کے تمام انسانوں سے کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اسی سلسلے میں نوعِ انسانی کے سامنے یہ حقیقت باہرہ رکھی گئی:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (۱۷ / ۱۰۷)

(ترجمہ) اور ہم نے تجھے اقوامِ عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یعنی اگر دنیا کے انسان ذرا بھی عقل و سمجھ اور طلبِ حق و صداقت رکھتے ہیں تو وہ اس حقیقت کو پالیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندگی کے تمام معاملات و مسائل میں اُسوۂ حسنہ ہیں اور آپؐ کی تعلیم ہی کے سانچے میں ڈھل کر وہ بہترین انسان اور صدق و اخلاص کا پیکر بن سکتے ہیں۔

اسلام کا خدا ربُّ العالمین ہے۔ تمام انسانوں کی ہدایت و سعادت کا سامان کرنے والا، ان کی جسمانی و روحانی تربیت کرنے والا اور ان کو ہر قسم کی ترقی و کامرانی عطا کرنے والا۔ صرف اُسی کا دیا ہوا ضابطۂ قوانین (قرآن) ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳ / ۶۸) یعنی انسانوں کو بھولی ہوئی حقیقتیں اور صداقتیں یاد دلانے والا، انسانوں کے گھڑے ہوئے فلسفوں، نظاموں اور قوانین سے بے نیاز کر دینے والا ہے۔ اس میں زمان و مکان، رنگ، نسل، خون، زبان اور وطن کی کوئی تخصیص و تمیز نہیں۔

جب بھی انسان اس حقیقت و صداقت کو اچھی طرح سمجھ لیں گے، دل سے اس پر ایمان لے آئینگے اور زندگی کے تمام معاملات و مسائل میں صادق و مصدّاق کو اپنا رہنما مان لیں گے اُسی روز سے انسانوں کی حالت بدل جائے گی، اللہ کی زمین اللہ کے نور سے چمک اُٹھے گی اور ظلم و فساد کی جگہ امن و عدل کا دور دورہ ہو جائے گا۔

سورۂ نحل میں اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی کی صداقت اور اس کی ضرورت و اہمیت کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ خاتمہ پر وحی کی اصل غرض دعوت الی الحق کا ذکر کیا ہے اور اس کا طریق بتلایا ہے۔ ارشادِ باری ہے:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط

(سورۃ النحل - پارہ - ۱۴)

(ترجمہ) اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت اور نصیحت سے بلاؤ اور اُن سے اچھے ڈھنگ سے بحث کرو۔

حکمت سے مراد ٹھوس پکی بات، قریب الفہم انداز اور دل نشین طریقۂ بیان ہے۔ موعظہ سے مراد تنبیہ ہے۔ دعوتِ الی الحق کے لئے حکمت اور موعظۂ حسنہ یہ دو چیزیں لازمی ہیں حکمت یعنی دلائل محکمہ اور موعظہ حسنہ کے بغیر یہ کام کسی اور طریقہ سے نہیں ہو سکتا۔ ان دو چیزوں کے ساتھ جدال کا ذکر بھی ہے یعنی دعوت و تبلیغ کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ پس اگر بحث کی ضرورت پیش آئے تو عمدہ طریق سے بحث کی جائے مخاطب کے جذبات کو جان بوجھ کر مشتعل نہ کیا جائے، اُس میں ضد نہ پیدا کی جائے اور اس کی خودی کو مجروح نہ کیا جائے، بقدرِ فہم و استعداد اس کے ضمیر و عقل کو بیدار کیا جائے اور بحث و جدال میں بھی محبّت و ہمدردی کا جذبہ کارفرما رہے۔ جس دعوت و تبلیغ سے دلوں میں تنفّر، باطل پر اصرار اور جہاد و قربانی سے فرار پیدا ہو وہ نبوئی دعوت و اصلاح نہیں چنانچہ حضورؐ کو حکم ہوا :۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ (سورۂ قٓ - پارہ - ۲۶)

(ترجمہ) سو تو سمجھا قرآن سے اُس کو جو ڈرانے سے ڈرے۔

یعنی جو لوگ توحید، رسالت اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اُن کا معاملہ ہمارے سپرد کر دو۔ ہم جانیں اور وہ۔ آپ کا یہ کام نہیں کہ آپ زبردستی لوگوں سے حق و صداقت کی بات منوائیں۔

داعیانِ حق کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ کفار و مشرکین، منافقین اور فساق و فجار کو اُن کے کفر و شرک اور فسق و فجور کے انجامِ بد سے ڈراتے رہیں۔ ارشاد ہوا :۔

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۂ الذاریات۔ پارہ ۲۷)

(ترجمہ) یاد دلاتا اور سمجھاتا رہ، یہ یاد دلانا اور سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔

ایمان لانے والے نصیحت قبول کرتے ہیں اور منکرین و معاندین پر حجت پوری ہوتی ہے۔ آپ دعوت و تبلیغ کا کام کماحقہٗ کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اس سے زیادہ اُن کے پیچھے نہ پڑیئے اور نہ غم کیجیئے۔ آپ کی بات نہ ماننے کا الزام انہی پر رہے گا۔ اس کا نتیجہ بھی وہی بھگتیں گے۔ آپؐ کا کام صرف سمجھانا ہے یہ سلسلہ جاری رکھیئے۔ جو ایمان لانا چاہے، اُس کو یہ سمجھا دینا کام دے گا جو ایمان لا چکے ہیں اُن کے ایمان میں مزید تقویت و ترقی ہوگی اور منکروں پر خُدا کی حجّت تمام ہوگی، مزید فرمایا :۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ (سورۂ تکویر۔ پارہ - ۳۰)

(ترجمہ) یہ تو ایک نصیحت ہے، جہان بھر کے واسطے۔ تم میں سے جو چاہے کہ سیدھا چلے اس کے لئے۔

یعنی قرآن اُن کے لئے جو عناد و کج روی چھوڑ کر اسلام کی راہ پر سیدھا چلنا چاہیں ایک نصیحت ہے وہی اس سے استفادہ کریں گے۔

دُنیا نے دیکھا کہ آپ نے کس خوبی اور دلنوازی سے تبلیغ و اصلاح کا کام سرانجام دیا اور محض دعوت و ارشاد سے خلافتِ راشدہ کا نظام قائم کر دکھایا۔

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (ترجمہ) سو تو سمجھا دے اگر سمجھانا فائدہ دے۔

یعنی جب اللہ پاک نے آپؐ کو رحمتِ عالم بنا کر اس منصبِ جلیلہ پر فائز فرمایا ہے، بڑے بڑے انعامات و احسانات کئے ہیں تو آپ اپنے ایمان، اخلاق اور علم سے دوسروں کو فیض پہنچایئے، اپنے کمال سے دوسروں کی اصلاح و تکمیل کیجئے اور دعوت الی اللہ کا حق ادا کر دیجئے۔

اس عظیم الشان اور عظیم المرتبت کام میں "ان نفعت الذکریٰ" کی شرط اس لئے لگائی کہ تذکیر و وعظ اس وقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اُس کا قبول کرنا متوقع ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا منصب وعظ و تذکیر ہر شخص کے لئے نہیں۔ ہاں تبلیغ و انذار یعنی حکمِ الٰہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا آپؐ کا فرضِ منصبی ہے تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو اور جہل و نادانی کا عذر باقی نہ رہے۔

یہاں اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ وعظ و تذکیر اور چیز ہے اور تبلیغ و انذار اور چیز۔ عام طور پر دونوں میں فرق نہیں کیا جاتا۔ اس لئے بعض مواقع پر اُلجھنیں، اشکالات اور اعتراضات پیدا ہوتے ہیں بعض مفسرین نے زیادہ واضح الفاظ میں مذکورہ آیت کے معنے یوں بیان کئے ہیں کہ بار بار نصیحت کر۔ اگر ایک بار کی نصیحت نے کوئی نفع نہ دیا ہو۔ یہ بات تھی وعظ و تذکیر کی۔ رہا تبلیغ و انذار کا معاملہ سو وہ بہر حال لازمی اور ضروری ہے۔

آیت زیرِ بحث کا ترجمہ و مفہوم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں یوں بیان کیا ہے:۔

یعنی پس یاد دہ مردم را اگر نفع دہد یاد دادن و پند کردن تا کمالِ تو متعدی شود ہزاراں کس برنگِ تو رنگیں گردند۔

(ترجمہ) پس یاد دلا لوگوں کو اگر یاد دلانا اور نصیحت کرنا نفع دے تاکہ تیرا کمال ہزاروں لوگوں کو پہنچے

اور لوگ تیرے رنگ میں رنگ جائیں۔ اسی مضمون کو سورۃ الغاشیہ میں یوں بیان کیا:

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝

(ترجمہ) سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے، تو نہیں ان پہ داروغہ۔ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا۔

یعنی جب یہ لوگ باوجود دلائل واضحہ غور نہیں کرتے تو آپ بھی زیادہ اُن کی فکر میں نہ پڑیں بلکہ صرف نصیحت کر دیا کریں کیونکہ آپؐ نصیحت کرنے اور سمجھانے کے لئے ہی بھیجے گئے ہیں۔ اگر یہ نہیں سمجھتے تو آپؐ ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کئے گئے کہ زبردستی ان کو حق منوا کر چھوڑیں اور ان کے دلوں کو بدل ڈالیں۔

یہاں تک ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

عقلِ انسانی کو وحی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح آنکھ کو روشنی کی۔ وحی اُن اصول و قوانین کو بیان کرتی ہے جن کی بنیاد پہ ایک عالمگیر انسانی معاشرے کا قیام عمل میں آتا ہے۔ وحی کے بیان کردہ اصول تمام نوعِ انسانی کے لئے اٹل اور غیر متبدل ہیں۔ یہ محکم اور غیر متبدل اصول صرف قرآن اور اسوۂ رسولؐ میں قیامت تک کے لئے موجود و محفوظ ہیں۔ ان ابدی اصولوں کی تعلیم و تلقین اور تعمیل و تذکیر کا کام نبویؐ طریقے پر ہونا چاہیئے۔ آج دنیا والوں کو اس کی شدید ضرورت ہے۔ اب یہ کام نبویؐ طریقہ پہ نہیں ہو رہا۔ اس لئے اس کے وہ انقلاب آفرین اثرات و نتائج مترتب نہیں ہو رہے جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہیں۔ خود ساختہ فرقوں اور دعوت و تبلیغ کے من گھڑت طریقوں نے اسلام کا اصل اصلاحی و انقلابی تصوّر اور اسلام کے ابدی اصول لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر رکھے ہیں۔ ضرورت ہے کہ سیرتِ رسولؐ اور تعلیماتِ نبویؐ سے ہم دعوت و تبلیغ اور اصلاح و انقلاب کا انداز سیکھیں اور احیاءِ اسلام کی راہیں صاف اور ہموار کریں۔

◎◎◎

بقیہ : نظرات

ارتقا پانے والی ثقافت انسان کو اشرف المخلوقات کے بلند مقام پر پہنچاتی ہے جبکہ ثقافت کا عامیانہ تصوّر جس کا پرچار آجکل شد و مد سے کیا جاتا ہے انسان کو حیوان کے درجے تک لے جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ ثقافت جن عناصر سے مرکب ہے وہ حیوانوں میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں، اس لئے انسان کے لئے وجہ افتخار نہیں ہو سکتے۔ ◀